مسئلہ : محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، میرے والد کو ماموں کی طرف سے پانچ ایکڑ زمین دی گئی، میرے والد کی اپنی کوئی وراثت نہیں ہے، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اگر والد صاحب زمین اپنے کسی ایک یا ایک سے زائد بیٹوں کے نام کر دے، تو کیا ایسا کرنے میں شرعا کوئی گناہ تو نہیں ہو گا؟

وضاحت: سائل کے نانا نے اپنی بیٹیوں کو حصہ نہیں دیا تھا، بیٹے کے نام زمین لگوادی تھی، پھر ماموں نے اس ڈر سے کہ بہنیں عدالت میں کیس نہ کر دیں، سائل کے والد کے نام پانچ ایکڑ زمین لگوادی تھی، نانا نے بھی بیٹیوں کو حصہ نہ دینے کے لئے اپنے بیٹے کے نام ساری زمین لگوا دی تھی، جبکہ وفات تک خود اس زمین پر تصرف کرتے رہے۔ پہلے نانا بعد میں ماموں وفات پا چکے ہیں۔

الجامعة الاشرفية
دار الافتاء
فیروز پور روڈ لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجَوَابُ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

بشرط صحت بیان سائل کے والد کے نام سائل کے ماموں نے پانچ ایکڑ زمین محض بہنوں کے ڈر سے لگوائی کہ وہ عدالت کے ذریعے اپنا حق نہ مانگ لیں، جبکہ سائل کے نانا نے بھی اپنے بیٹے کے نام زمین صرف اس لئے لگائی کہ وہ بیٹیوں کو حصہ نہیں دینا چاہتا تھا، حالانکہ نانا خود اپنی وفات تک ان زمینوں میں تصرف کرتا رہا۔ پھر جب نانا کی وفات ہوئی اس وقت سائل کے نانا کی تمام اولاد کا حق نانا کے ترکہ میں ثابت ہو گیا، اب جبکہ ماموں بھی وفات پا چکے ہیں، صورت مسئولہ میں سائل کے والد کے نام پانچ ایکڑ زمین محض رجسٹری کروانے سے وہ اس کے شرعا مالک نہیں ہوئے، اس لئے سائل کے والد کا پانچ ایکڑ زمین اپنی اولاد میں تقسیم کرنا یا ان کے نام لگوانا شرعا ناجائز و حرام ہے۔ لہذا اس زمین کو سائل کے نانا کے ترکہ میں شمار کر کے ان کے شرعی ورثاء میں اپنے اپنے حصے کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کا کوئی مال ناحق طور پر لے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا مال مسلمان پر حرام کیا ہے اور اس کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی لاٹھی بھی اس کی خوش دلی کے بغیر لے۔ (مجمع الزوائد، ص ۱۷۱ ج۴)

لہذا صورتِ مسئولہ میں بہنوں کو میراث سے محروم کرنا اور ان کا میراث میں جو حصہ بنتا ہے، وہ بھائی کا خود رکھ لینا یا جبراً اپنے قبضہ میں رکھنا، یہ بھی اسی حکم کے اندر داخل ہے اور سخت حرام ہے اور بہنوں پر ظلم ہے، بہنوں کا جو شرعی حق ہو، ان کا حق ادا کرنا انتہائی ضروری اور لازم ہے، میراث کی تقسیم قانون الٰہی ہے، اس کے مطابق عمل کرنا بہت بڑی فضیلت اور اجر و ثواب کا باعث ہے اور اس کی خلاف ورزی پر دوزخ کی سخت وعید ہے، قرآن مجید میں میراث کے احکام بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۔وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۔وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا۔وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ.

ترجمہ : " یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، وہ اس کو ایسے باغات میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی، ایسے لوگ ہمیشہ ان (باغات) میں رہیں گے، اور یہ زبردست کامیابی ہے، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرے گا، اسے اللہ دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کو ایسا عذاب ہو گا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا"

لہذا بہنوں کا حق بخوشی حق ادا کر دینا چاہیے۔ قرآنِ کریم میں للہ تعالیٰ نے لڑکیوں کے حصہ کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے " للذکر مثل حظ الانثیین " (لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر ہے) فرمایا یعنی لڑکوں کا حصہ علیٰحدہ سے بتایا ہی نہیں، بلکہ لڑکیوں کا حصہ بتاتے ہوئے لڑکوں کا حصہ بتایا ہے، (وصیت اور میراث کے احکام ص ۲۳)

وراثت لڑکیوں کا شرعی حق ہے، اس کا مطالبہ کرنے سے رشتہ داری ہرگز ختم نہیں ہوتی، بھائیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی بہنوں کا حق ادا کریں ورنہ سخت گنہگار ہونگے،

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی کی ظلماً ایک بالشت زمین لے لی، تو قیامت کے دن اس ایک بالشت کے بقدر ساتوں زمین کا حصہ اس کے گلے میں طوق (ہار) بنا کر ڈال دیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس پر اس کے بھائی کا کوئی حق، اس کی آبرو ریزی یا مال سے متعلق ہو تو اسے چاہیے کہ آج ہی اس سے معافی حاصل کرے اس سے پہلے کہ (قیامت کا دن آئے) وہاں نہ اس کے پاس دینار ہونگے نہ درہم، اگر اس کے پاس نیکیاں ہونگی تو نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہونگی، تو صاحب حق کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔

۱. عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ او شئی فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درہم ان کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم یکن لہ حسان اخذ من سیات صاحبہ فحمل علیہ، روا البخاری۔(مشکوٰۃ شریف ص۴۳۵ باب الظلم)

الجامعۃ الاشرفیۃ
دار الافتاء
شارع فیروز پور لاہور پاکستان

٢. عن سعيد بن زيد رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من اخذ شبراً من الارض ظلماً فانه يطوقه' يوم القيامة من سبع ارضين متفق عليه۔(مشكوٰة شريف ص ٢٥٣ باب الغصب والعارية)

٣. عن أنس بن مالک رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قطع ميراث وارثه، قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة)مشكاة المصابيح، كتاب البيوع / باب الوصايا، الفصل الثالث ٢٦۶، وكذا في سنن ابن ماجة، كتاب الوصايا / باب الحيف في الوصية ١٩٤ رقم: ٢٧٠٣ دار الفكر ببروت). ولوكان ولده فاسقا فأراد أن يصرف ماله إلى وجوه الخير ويحرمه عن الميراث ہذا خير من تركه؛ لأن فيه إعانة على المعصية ولو كان ولده فاسقا لا يعطى له أكثر من قوته۔)البحر الرائق ٧۔٢٨٨ زكريا، كذا في فتاوىٰ قاضي خان على الفتاوىٰ الهندية / فصل في ہبة الوالد لولده ٣۔٢٧٩ زكريا.)

المختار: التسوية بين الذكر والأنثى في الهبة۔ (البحر الرائق / كتاب الهبة ٧۔ ٤٩٠ زكريا)

٤. لو قال الوارث: تركت حقى لم يبطل حقه إذا الملك لا يبطل بالترک، وتحته فى حاشية الحموى: لو قال وارث: تركت حقى لى إلى آخر كلامه، وفيه التصريح بأن إبراء الوارث من إرثه فى الأعيان لايصح۔ (الأشباه والنظائر، الفن الثالث ١٩٠/٢)

٥. الإرث جبرى لا يسقط بالإسقاط۔ (تكملة رد المحتار، مطلب: واقعة الفتاوىٰ كراچی ٥٠٥/٧، زكريا ٢٧٨/١١)

٠٦ يتفق الفقهاء على عدم صحة الإسقاط قبل وجوب الحق وقبل وجود السبب الوجوب لأن الحق قبل ذلک غير موجود بالفعل فلا يتصور ورود الإسقاط عليه فإسقاط مالم يجب ولا جرى سبب وجوبه لايعتبر إسقاطا۔(الموسوعة الفقهية الكويتية ٢٥١/٢).والله تعالى اعلم بالصواب

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۰۹/صفر/۱۴۴۴ھ

07/ستمبر/2022ء

الجواب صحیح

۰۹/۰۲/۱۴۴۴ھ

۰۷/۰۹/۲۰۲۲ء

الجواب صحیح